REGD. No: L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

یوم پنجشنبہ — ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

روزنامہ

الفضل ربوہ

فی پرچہ ایک آنہ سات پائی (سابقہ) — ۱۰ نئے پیسے

تار کا پتہ:- ڈیلی الفضل ربوہ

جلد ۵۰/۱۵ — ۲۴ ظہور ۱۳۴۰ ہش — ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء — نمبر ۱۹۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نخلہ ۲۲ اگست ۱۱ بجے دن

کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ شام کو کچھ بے چینی ہوگئی۔ اور رات دیر تک نیند نہ آئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ درد اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے

آپؐ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بیجا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب

کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۲۲ اگست (بذریعہ فون) حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب تین دن کے لئے "چیک اپ" کے واسطے ہسپتال میں داخل ہوگئے ہیں۔ کل طبیعت کافی خراب رہی۔ ایک بجے رات تک نیند نہیں آسکی۔ اور متلی اور الجائیول کی شکایت رہی۔ پیشاب کے ٹیسٹ میں "پس سیلز" اور "ریڈ سیلز" ظاہر ہوئے ہیں جس کی وجہ سے گردوں پر بھی اثر ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ کیساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

(اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے)

مکرم قاضی مبارک احمد صاحب اور مکرم منور احمد صاحب ربوہ سے روانہ ہو گئے

اہل ربوہ نے اپنے مجاہد بھائیوں کو نہایت پُرخلوص طور پر الوداع کہا

ربوہ ۲۳ اگست۔ مکرم قاضی مبارک احمد صاحب اور مکرم منور احمد صاحب ایم ایس سی اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے مغربی افریقہ جانے کے لئے کل مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۱ء چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہوگئے۔ اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں ریلوے سٹیشن پر جمع ہوکر اپنے مجاہد بھائیوں کو نہایت پُرخلوص طور پر الوداع کہا۔ احباب نے انہیں بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور ان سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم انچارج شعبہ مقامی اصلاح و ارشاد نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح یہ دونوں مجاہد احباب جماعت کی دلی دعاؤں کے ساتھ ربوہ سے رخصت ہوئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں مجاہدین کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ بخیریت انہیں منزل مقصود پر پہنچائے اور خدمت اسلام کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بی۔ اے (فرسٹ ایئر) کے یونیورسٹی امتحان میں)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے بعض طلباء کی کامیابی

اعجاز الحق قریشی نے یونیورسٹی میں بفضلہ تعالیٰ اوّل پوزیشن حاصل کی

تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے بی۔ اے فرسٹ ایئر کے مندرجہ ذیل طلباء کے نتائج کا اعلان بعد میں ہونا تھا الحمد للہ کہ وہ کامیاب ہوگئے ہیں۔ اعجاز الحق قریشی نے نہ صرف فرسٹ ڈویژن حاصل کیا ہے بلکہ یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن بھی حاصل کی ہے۔

رول نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ
۲۰۹۶	اعجاز الحق قریشی	۳۰۶
۲۰۹۷	حمید احمد خالد	۲۳۴
۲۰۹۲	ناصر احمد	۲۰۹
ہائر سیکنڈ		
۱۹۲۲۰	محمد یوسف یونس آف بحرین	۴۷۲

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ربوہ کا موسم — ربوہ ۲۳ اگست (نو بجے صبح) گزشتہ شب بارہ بجے یہاں ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی جس کا سلسلہ آج صبح ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔ اس وقت اگرچہ بوندا باندی رکی ہوئی ہے لیکن مطلع ابر آلود ہے۔ اور موسم بفضلہ تعالیٰ خوشگوار ہوگیا ہے۔

ربوہ میں جلسہ سیرت النبیؐ — مورخہ ۲۴ اگست بروز جمعرات صبح ساڑھے سات بجے مسجد مبارک میں جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوگا۔ تمام اہالیان ربوہ سے درخواست ہے کہ وہ اس مبارک جلسہ میں شامل ہوں۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ (صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ)

اعلان تعطیل:- کل بروز جمعہ ۲۵ اگست بمطابق ۱۳ ربیع الاول بوجہ سیرۃ النبیؐ دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی لہٰذا ۲۶ اگست کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ (مینیجر الفضل)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء

قیامِ امن کیلئے آنحضرت صلعم کامل نمونہ ہیں

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں انسان کی انفرادی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کیا ہے وہاں آپؐ نے انسان کی اجتماعی زندگی کے لئے بھی ایک نمونہ پیش کیا ہے کہ جس کی نظیر تمام تاریخ انسانیت میں نہیں مل سکتی۔

ہم نے اپنے گزشتہ اداریہ میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دیگر فرستادگان نے بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بہترین نمونہ پیش کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم سے واضح ہوتا ہے۔ لیکن سیدنا حضرت خاتم النبیینؐ نے جو جدید دنیا کے باپ ہیں جو انقلاب انسانی ذہنیت میں آپؐ نے پیدا کیا وہ قدیم اور جدید دنیا کے درمیان ایک خط فارق کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے

جاء الحق وزھق الباطل
ان الباطل کان زھوقاً

یعنی حق آگیا اور باطل بھاگ گیا تحقیق باطل کو بھاگنا ہی تھا۔

آپؐ کی بعثت قدیم دنیا کی موت اور جدید دنیا کی پیدائش ہے۔ باطل کے حملہ کو ہر پہلو اور محاذ سے شکست دینے کے لئے آپؐ نے جو اصول اور اس کے مطابق جو کردار الٰہی ہدایت کے ماتحت پیش کیا ہے، وہ مکمل ہے نہ کبھی پہلے اس کی مثال مل سکتی ہے اور نہ مستقبل میں توقع ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو زندگی کے ہر پہلو کے لئے نمونہ بنایا۔

آج دنیا امن کے لئے ترستی ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ دی ہے اور جس کا نمونہ آپؐ نے اپنے اسوۂ حسنہ میں دکھایا ہے۔ دنیا کے کروڑوں دانشمند نہ تو ایسی تعلیم پیش کرسکتے ہیں اور نہ آپؐ کے کردار کا کروڑواں حصہ کردار بھی دکھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

لا اکراہ فی الدین

کا اصول پیش کیا ہے یہی ایک اصول ساری دنیا کی تعلیم امن پر بھاری ہے پھر کمال یہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی یہ تعلیم صرف دنیا کو سنا ہی نہیں دی بلکہ بلکہ آپؐ نے اپنی زندگی سے اپنے کردار سے اس کا معیار قائم کیا ہے۔ اور آپؐ کی زندگی میں جب کبھی بھی موقعہ آیا ہے۔ آپؐ نے یہ نمونہ اس طرح معیاری رنگ میں پیش کیا ہے کہ دانایانِ مغرب بھی آج دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں۔

جب آپؐ نے حق کی آواز اٹھائی تو کفار کے لیڈر آپؐ کی آواز دبانے کے لئے چاروں طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے آپؐ کو سخت اذیتیں دیں۔ آپؐ کا نہ صرف تمسخر اڑایا بلکہ آپؐ کی ذات اقدس پر حملے بھی کئے۔ اور آپؐ ان کے ظلم وستم کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے وطن عزیز سے ہجرت کی ہدایت فرمائی۔ کیونکہ مخالف لیڈروں نے آپؐ کو قتل کرنے کی تدبیر کی تھی اور جس رات آپؐ مکہ سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے اس رات انہوں نے اپنی تدبیر کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کا تعاقب بھی کیا۔ مگر آپؐ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ان کے ہاتھ سے بچ گئے۔ اور صحیح وسلامت اپنے دوستوں کے پاس مدینہ پہونچ گئے۔

مدینہ میں بھی ان دشمنانِ انسانیت نے آپؐ کو چین نہ لینے دیا۔ اور آپؐ کے خلاف تلواریں لے کر نکل آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حق اس طرح مٹتا دیکھ کر مسلمانوں کو بھی تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت فرمائی چنانچہ پہلی ہی جنگ میں کفار کا سردار ابوجہل مارا گیا۔

یہ تلوار کیوں اٹھائی گئی۔ اس لئے کہ دنیا میں لا اکراہ فی الدین کے اصول کو قائم کیا جائے۔ اس لئے اور صرف اس لئے۔ یہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دفاع میں بھی ایسا اونچا اخلاق پیش کرنے کی توفیق فرمائی کہ دنیا کے امن پسند جس کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ ہدایت ہوئی کہ صرف ان سے لڑو جو پہلے تم سے لڑتے ہیں، جب وہ لڑائی بند کریں۔ تو تم فوراً بند کردو۔ جہاں وہ تم سے لڑیں وہیں لڑو مگر دیکھنا ذرہ بھر بھی زیادتی نہ کرنا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ضرور ظلم کی سزا دے گا۔

تاریخ گواہ ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اس پر عمل کرکے دکھایا۔ جب ایک مسلمان نے ایک حربی کافر کو جس نے کلمہ پڑھ لیا تھا قتل کردیا تو آپؐ نے اس کو سخت تنبیہ کی اور فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا۔ ایک سرایا میں جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کی ہدایت کے خلاف قتال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ میں اس سے بری ہوں جو خالدؓ نے کیا ہے۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں آپؐ کی زندگی میں ملتی ہیں۔ اور انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ یہ کیسا انسان تھا؟

اس ضمن میں صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی آپؐ کے اخلاق عالیہ کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے اشارہ کے مطابق عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوتے ہیں اور مقام حدیبیہ میں پہونچ کر خیمہ زن ہو جاتے ہیں۔ آپؐ کے ہمراہ پندرہ سو آزمودہ کار جانثار ہیں مکہ والوں کو جب پتہ لگتا ہے۔ تو وہ یہ سمجھ کر کہ آپؐ مکہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ صلح کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ ان کا ایک سردار سہیل اس غرض کے لئے آپؐ سے بات چیت کر رہا ہے۔ آپؐ ہر قسم کی شرط اپنے خلاف منظور کر لیتے ہیں۔ محض اس لئے کہ جنگ نہ ہو۔ اگر آپ موقعہ پر ایمت ہوتے تو مکہ والوں کی حالت اس وقت اتنی کمزور تھی۔ کہ آپؐ آسانی سے مکہ کو فتح کرسکتے تھے۔ وہ شہر جس سے آپ کو اتنی محبت تھی کہ آپؐ نے اس کو چھوڑتے وقت بڑی حسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ آج اگر آپؐ چاہتے تو تلوار کے زور سے اس شہر میں داخل ہوسکتے تھے مگر آپؐ نے ایسی شرطوں پر صلح کرلی کہ جس سے خود بعض بڑے بڑے جید مومنوں کے دل بھی مشوش ہوگئے۔ حضرت جندل بن سہیل کا واقعہ ہی دل ہلا دینے کے لئے کافی ہے۔ حضرت جندل مسلمان ہو چکے تھے اور عین اس وقت جب آپؐ کے والد سہیل سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کی شرائط طے کر چکے تھے۔ گو ابھی لکھی نہ گئی تھیں زنجیر بپا کسی طرح گرتے پڑتے موقعہ پر پہونچ گئے مسلمانوں کا ان کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھنا نیچرل تھا۔ مگر اس رحمۃ للعالمین نے جو فیصلہ کیا وہ رہتی دنیا تک صلح جوئی کا انمٹ نشان بن کر رہ گیا ہے۔ آپؐ نے حضرت جندلؓ سے فرمایا۔ اے جندل تمہاری حالت دیکھ کر ہمارے دل کڑھتے ہیں مگر مجبوری ہے ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتے۔ شرائط طے ہوچکی ہیں۔ جن میں ایک یہ بھی شرط ہے کہ مکہ والوں کا کوئی آدمی اگر بھاگ کر آئے گا۔ تو ہم واپس کردیں گے۔ اس لئے ہم کچھ نہیں کرسکتے تم واپس جاؤ اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔

کیا دنیا اس کی نظیر اپنی تمام تاریخ میں پیش کرسکتی ہے۔ پندرہ سو اسلامی تلواریں میانوں میں

(باقی دیکھیں ص۷ پر)

ولادت

(۱) مورخہ ۱۷ اگست بروز جمعرات دس بجے صبح اللہ تعالیٰ نے چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور کو پہلا لڑکا عطا فرمایا نومولود محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب ربوہ کا پوتا اور محترم صوفی غلام محمد صاحب نائب ناظر بیت المال کا نواسہ ہے۔

بزرگان سلسلہ واحباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی باقبال اور صالح زندگی عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

(۲) عزیز دین محمد صاحب شاہد ایم۔ اے مربی راولپنڈی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸/۷/۶۱ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ مہربانی بچے کا نام "معین محمد شاہد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب نومولود کی صحت و عافیت کے ساتھ درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نیک خادم دین اور صاحب علم و دولت بنائے آمین

خاکسار:۔ قاری محمد امین صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ

بسلسلہ یوم سیرۃ النبی ★......

دنیا کے بعض غیر مسلم مشاہیر کی طرف سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالتِ شان کا اعتراف
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا عملی ظہور اور اس کا ایک درخشندہ پہلو

مسعود احمد خان دہلوی

مکی زندگی کے اس پُرمحن دور میں جبکہ دعویٰ رسالت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھ آپ کے جاں نثار صحابہؓ کو کفارِ مکہ کے ہاتھوں انسانیت سوز مظالم سہنے پڑ رہے تھے حتیٰ کہ اہلِ دنیا کی نگاہ میں اُن کی زندگیاں اجیرن ہو چکی تھیں اور بجز خدا کی ذات اور اس کی تائیدات کے ان مظالم سے بچنے کی اور کوئی ظاہری صورت باقی نہ رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:-

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

یعنی تیرے ذکر کو ہم نے بلند کر دیا۔ پس (یاد رکھو) اس تنگی کے ساتھ ایک بڑی کامیابی مقدر ہے۔ ہاں یقیناً اس تنگی کے ساتھ ایک اور بھی بڑی کامیابی مقدر ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ مکی زندگی کے بعد بالآخر مصائب و مشکلات اور انسانیت سوز مظالم کا یہ سلسلہ ختم ہوا۔ دشمن مغلوب ہوتا چلا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی پر کامیابی ملتی چلی گئی۔ وہی لوگ جو پہلے آپؐ کے خون کے پیاسے تھے اور آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچانے اور نت نئے مظالم کا تختۂ مشق بنانے میں فخر محسوس کرتے تھے ایک ایک کر کے اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے اور آپؐ پر درود بھیجنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ اُس وقت پنج وقتہ اذانوں اور نمازوں ہی میں آپؐ کا ذکر بلند نہ ہوتا تھا بلکہ ہر آن اور ہر لحظہ وہ آپؐ پر درود بھیجنے اور آپؐ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہنے کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے تھے۔ پھر آپؐ کا ذکر عرب سے نکل کر ارد گرد کے ممالک میں پھیلا اور ایک ملک سے نکل کر دوسرے ملک میں پھیلتا چلا گیا یہاں تک کہ دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آپؐ کے ماننے والے پھیل گئے اور کرۂ ارض کے ہر گوشہ اور ہر کونے میں آپؐ کی حمد و ثنا بلند ہونے لگی۔ اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی روئے زمین پر کروڑوں کروڑ انسان دن اور رات آپؐ پر درود بھیج کر وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے خدائی وعدے کے ہر دور اور ہر زمانہ میں پورا ہوتے چلے آنے کی گواہی دے رہے ہیں اور قیامت تک دیتے چلے جائیں گے۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور آپؐ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہنا مسلمانوں کا تو جزوِ ایمان ہے ہی غیر اقوام اور غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی جو آپؐ کے غلاموں میں شامل نہیں آپؐ کی عظمت و جلالتِ شان کے کچھ کم معترف نہیں ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے اہلِ قلم ہیں جو آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ، اوصافِ حمیدہ، نیز انقلاب انگیز کارناموں اور دنیائے انسانیت پر آپؐ کے بیشمار احسانوں کا ذکر کرنے کے بعد نہایت شاندار الفاظ میں آپؐ کو خراجِ عقیدت پیش کئے بغیر نہیں رہتے۔ یورپ کے متعصب عیسائی پادریوں کو چھوڑ کر جنہوں نے حق و انصاف کا خون کرتے ہوئے آپؐ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور الزام تراشی کو صدیوں سے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے مغربی دنیا کے جس انصاف پسند شخص نے بھی تعصب سے پاک ہو کر آپ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کیا ہے وہ آپؐ کی عظمت و جلالتِ شان کا اقرار کرتے ہوئے آپؐ کی خدمت میں محبت و عقیدت کے پھول پیش کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ہر زمانہ میں خود غیر مسلموں میں ایسے اہلِ قلم پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دنیا کے عظیم انسان ہیرو کے طور پر خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور بالخصوص آجکل کے زمانہ میں تو یورپ کے مستشرقین میں آپؐ کی بے مثال شخصیت و کردار اور عظمت و رفعت کے اعتراف کا رجحان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ خود مخالفین کا اس رنگ میں اعتراف کرنا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی قرآنی پیشگوئی کے ایک خاص رنگ میں ظہور پذیر ہونے کا ایک ایسا ثبوت ہے جس سے آپ کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ ذیل میں ہم بعض مستشرقین کے چیدہ چیدہ اقتباسات کا ترجمہ درج کرتے ہیں تا یہ واضح ہو سکے کہ چودہ سو برس سے کس طرح آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوتا چلا آ رہا ہے حتیٰ کہ مخالفین بھی آپؐ کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر آپؐ کی مدح و ثنا بیان کرنے پر مجبور ہیں۔ حسبِ وعدۂ الٰہی بالآخر وہ وقت بھی آئے گا جب روئے زمین کے وہ تمام انسان بھی جو ابھی تک آپؐ کے حلقۂ غلامی سے باہر ہیں آپؐ کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ کر آپؐ پر درود بھیجنے کو اسی طرح سعادتِ عظمیٰ سمجھیں گے جس طرح چودہ سو برس سے کروڑوں کروڑ مسلمان آپؐ پر درود بھیجنے کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے چلے آ رہے ہیں۔

عظیم الشان انقلاب

طامس کارلائل جو تاریخ اور زبان دانی کی فضیلت کے لحاظ سے انگلستان کے شہرۂ آفاق مشاہیر میں شمار ہوتا ہے اپنی مشہور و معروف کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں اہلِ عرب پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے انقلاب آفرین اثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثت عرب قوم کے لئے ظلمت سے نکل کر نور و ہدایت کی دنیا میں جنم لینے کے مترادف تھی۔ اس کے نتیجہ میں عرب کی سرزمین پر تاریخ میں پہلی بار زندگی اور حرکت کے آثار ہویدا ہوئے۔ اہلِ عرب کیا تھے؟ چرواہوں اور گلہ بانوں کی ایک غریب و نادار قوم تھی جو ابتدائے آفرینش سے دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ اپنے لق و دق صحراؤں میں ماری ماری پھر رہی تھی۔ یکایک ایک ہیرو نبی ان میں مبعوث ہوتا ہے وہ انکے لئے ایک پیغام لاتا ہے اور پیغام بھی ایسا جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے وہ جو پہلے دنیا کی نگاہوں سے یکسر پوشیدہ تھے یکایک دنیا کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں، وہ جو پہلے چھوٹے اور بے حیثیت تھے دنیا والوں کو عظمت شعار نظر آنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد ایک صدی گزرنے نہیں پاتی کہ عرب کی حدود ایک طرف غرناطہ تک اور دوسری طرف دہلی تک پھیل جاتی ہیں۔ تہور و مردانگی، شان و شکوہ اور نابغۂ روزگار بصیرت و اہلیت کے لحاظ سے عرب کا ملک زمانہ ہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اپنے نور سے درخشاں بنائے رکھتا ہے کیا ہی عظیم اور زندگی بخش ایمان تھا جو انہیں حاصل ہوا۔ اس کی بدولت ایک قوم کی تاریخ کارناموں سے بھرپور ہو گئی جتنی جلدی وہ ایمان لائے اتنی ہی جلدی روح پروری اور عظمت شعاری کے اوصاف سے وہ متصف ہوتے چلے گئے۔ ذرا تصور میں لاؤ اُن عرب باشندوں کو اُس اکیلے انسان یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور اُس صدی کو جس میں وہ مبعوث ہوا! یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ایک گمنام اور پوشیدہ خطہ پر پہیلی ہوئی سیاہ ریت کے سوا کچھ نہ تھا، ایک چنگاری گری، حیرت کی بات ہے کہ صحرا کی ریت، ریت نہیں بارود ثابت ہوئی یک دم سر بفلک آگ بھڑک اٹھی جس نے دہلی سے لیکر غرناطہ تک کے سارے علاقے کو روشن کر دیا۔"

(Thomas Carlyle : Heroes & Hero Worship P. 94)

توحیدِ خالص کا قیام

شہرۂ آفاق مؤرخ ایڈورڈ گبن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں توحید خالص کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب "زوالِ سلطنتِ روما" میں لکھتا ہے:-

"ساتویں صدی عیسوی کے مسیحی احمقانہ طور پر دوبارہ مشرکانہ عقائد میں پھنس گئے تھے۔ اعلانیہ اور خفیہ طور پر وہ بعض متبرک آثار و اصنام کے نام پر قسمیں اٹھاتے تھے حالانکہ یہی چیزیں تھیں جو قبل ازیں مشرق کے مندروں کی بدنامی کا موجب ہو چکی تھیں خدائے قدوس کے عرش پر شہیدوں، ولیوں اور فرشتوں کے ایک جم غفیر کو بٹھا دیا گیا تھا اور بالعموم خدا کے نام پر انہی کو قابل پرستش گردانا جاتا تھا۔ دوسری طرف ان بدعتی مسیحیوں نے جو عرب کی سرزمین میں خوب پھل پھول رہے تھے مریم کو ایک دیوی کا نام اور درجہ و مقام دے رکھا تھا۔ تثلیث اور الوہیت مسیح کے عقیدے خدا کی وحدانیت کی تردید کرتے دکھائی دیتے تھے اپنے واضح معانی کے لحاظ سے اس قسم کے عقائد سے تین مساوی خداؤں کا وجود لازم آتا ہے اور انسان مسیح ابن اللہ کے روپ اور جوہر میں تبدیل ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ان عقائد کی ایسی تفسیر و توضیح جو بالعموم راسخ الاعتقاد لوگوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے ایسے ماننے والوں کو ہی مطمئن کر سکتی ہے جو پہلے ہی ان سب

باتوں پر ایمان لے آئے ہوں .... محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا لایا ہوا دین اس قسم کی گنجلک اور ابہام اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے شکوک سے پاک ہے اور قرآن خود اپنی ذات میں توحید باری کا ہر ایک زبردست شاہد ناطق کی حیثیت رکھتا ہے۔"
(Edward Gibbon: Decline & Fall of the Roman Empire)

فہم و ادراک سے بالا شخصیت

مسٹر ایچ۔ این۔ ہنڈمن اپنی کتاب "ایشیاء کی بیداری" کے صفحہ ۹ پر رقمطراز ہیں:۔

"آج بھی جبکہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ابتدائی زندگی اور بعد کے واقعات کی جملہ تفصیلات خود ہمارے زمانہ کے ان لوگوں نے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں جنہوں نے اس شریف النفس اعرابی کی غیر معمولی زندگی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے کیریکٹر کو پورے طور پر سمجھنا اور ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں آپ کو جو حیرت انگیز کامیابی نصیب ہوئی اس کی وجوہات کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔ آپؐ نے کسی مرحلہ پر بھی اپنے بارہ میں خدائی طاقتوں کا دعویٰ نہیں کیا خدا کے اس انسان رسول پر اس کے اپنے ہی خاندان کے افراد سب سے پہلے ایمان لائے۔ ابتدائی ناکامی کے بعد آپ اپنی قوم کے امارت پسند افراد کا نظم و ضبط قائم کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے اور جس شخص کا بھی آپ سے واسطہ پڑا ذاتی حیثیت سے آپ نے اس پر اپنی شخصیت کا ایسا نمایاں اثر چھوڑا کہ نہ تو عزت و افلاس کی حالت میں اور نہ مصیبت کی تکلیف دہ گھڑیوں میں جبکہ کفار مکہ آپؐ کے تعاقب میں تھے اور نہ ہی خوشحالی کے انتہائی عروج کے وقت آپ کو کوئی ایسا موقع پیش آیا کہ جب آپؐ کو اپنے ماننے والوں کے متعلق غداری کی کوئی شکایت زبان پر لانی پڑی ہو۔ اسی وقت کے بالمقابل جب آپ شکست خوردہ دشمن سے اپنی بات منوانے پر قادر ہوئے، ناکامی اور شکست کے تکلیف دہ لمحات میں آپکا آسمانی وحی والقلم پر ایمان اور خود اپنے آپ پر اعتماد اور بھی زیادہ مضبوط نظر آتا۔ آپ نے ان لوگوں کے درمیان ہی زندگی بسر کی جو ابتداءً آپؐ پر ایمان لائے تھے اور بالآخر انہی کے درمیان وفات پائی۔ آپ کی موت اسی طرح راز اور گنجلک سے مبرا تھی جس طرح سے آپؐ کی حیات ہر قسم کے اخفاء اور بھید سے یکسر منزہ واقع ہوئی تھی۔"
(H.M. Hyndman: The Awakening of Asia. P.9)

اعلیٰ اور عظیم صفات

جرمن مستشرق ڈومر نے اپنی کتاب "محمدؐ اور اس کے کارنامے" میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ اور عظیم صفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ابن اللہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ صرف اللہ کے بھیجے ہوئے ایک رسول کی حیثیت سے آپ مبعوث ہوئے آپؐ نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں البتہ یہ ضرور ہے کہ میں خدا کا فرستادہ اور مامور ہوں۔ اس نظریہ سے مجبور ہو کر آپ نے اعلیٰ اور عظیم صفات سے اپنے آپ کو متصف کیا اور پھر اس کے مطابق عمل بھی کر کے دکھایا۔ آپؐ نے خدائی نور سے منور غیر متزلزل قوت ارادی سے بہرہ ور اور ایک انتہائی شدید جذبے سے سرشار ہو کر جس میں محبت سخاوت اور ملاطفت سموئی ہوئی تھی اپنے اس مشن کا آغاز کیا جو پرمحن اور کٹھن ہونے کے باعث ایک عظیم الشان جدوجہد کا متقاضی تھا اور آپ نے اس وقت تک دم نہ لیا جب تک کہ اپنے مقصد میں کامیابی نہ حاصل کر لی۔ یعنی یہ کہ سارا جزیرہ نمائے عرب مسلمان نہ ہو گیا۔

آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کا طریق عمل آپ کے پیروؤں کے لئے ایک معیار کی حیثیت رکھتا تھا۔ دشمنوں کی دشمنی جب تک سرد نہ پڑ گئی آپؐ نے بے جگری کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور خوف کو اپنے قریب بھی پھٹکنے نہ دیا ۔

مفتوحین پر آپ مہربان تھے اور تمام غیر مسلموں کے حق میں فراخدلی اور رواداری کے مظہر تھے۔ جب اپنے عقائد کی تبلیغ کے دوران حالات سے مجبور ہو کر آپؐ کو تلوار ہاتھ میں لینی پڑی تو آپ نے ان لوگوں کو جن پر آپ نے فتح پائی کسی طرح بھی نیا مذہب قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں مسلمان حکومتوں میں غیر مسلموں پر معمولی سے ٹیکس کے سوا اور کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالا گیا۔"
(Doumer: Mohammed Und Sein Werk P.267)

سادگی اور ہم آہنگی

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے ریڈر مسٹر جان نیش ایم۔اے (آکسن) قرآنی اقتباسات کی مشہور کتاب The Wisdom of the Quran کے دیباچہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثال زندگی اور نمایاں اور عدیم النظیر اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی گوناگوں واقعات اور انتہائی حیران کن نتائج و اثرات سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ فی ذاتہٖ سادگی اور ہم آہنگی کا مرقع تھی یہ ایک ایسے انسان کی زندگی تھی جو بے راہروی سے مبرا تھا جس کا قدم پوری سلامت روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا گیا، جسے پورے طور پر اس بات کا علم تھا کہ وہ کونسی منزل مقصود ہے جس تک اسے پہنچنا ہے۔ آپ کو جو حالات بھی پیش آئے ان میں آپ کو حقائق پر صحت مندانہ عبور حاصل رہا۔ پھر آپ نے اپنے تمام اعمال و افعال پر ایسا مثالی ضبط برقرار رکھا جس میں انسانی زندگی کے عام مقاصد سے بہت بالا نہ مقصدیت کا زمزمہ تھی رحقائق پر یہی صحت مندانہ عبور اور افعال و کردار پر یہی مثالی ضبط آپ کی زندگی کی نمایاں اور امتیازی خصوصیات تھیں۔

آپؐ کو اپنے مشن پر زندہ یقین حاصل تھا۔ آپ خداداد ذہنی صلاحیتوں اور غیر متزلزل عزم کی دولت سے بہرہ ور تھے اسی لئے آپ جملہ مشکلات پر قابو پانے اور راستے کی سب رکاوٹوں کو دور کرنے میں کامیاب رہے۔ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں دیانتدارانہ اور بے لوث طرز عمل کے باعث جوانی میں ہی آپ "الامین" کے نام سے پکارے گئے۔ قدرت نے آپ کو ذہنی اور جذباتی صلاحیتیں عطا کی تھیں، نمایاں اور غیر معمولی جسمانی قوتیں اس پر مستزاد تھیں جو ان صلاحیتوں کو اور اجاگر کرنے کا موجب بنیں۔ الغرض آپ ایک ایسی ہستی تھے جو دوسروں پر حکومت کرنے اور ان کی قیادت کا فرض ادا کرنے کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ اس پر لطف یہ کہ آپ کی ذات لوگوں کے لئے محبت و احترام کا مرکز تھی تقویٰ و طہارت کا ایک شدید احساس تھا۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری زندگی پر چھایا ہوا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ قرآنی الفاظ کے بموجب آپ نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا کہ میری عبادت، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ آپ کے لئے یہ امر پہلے سے مقدر تھا کہ آپ تیرہ صدیاں قبل ان لاتعداد بھٹکی ہوئی روحوں کو آستانہ الوہیت پر لا ڈالیں جو آج آپ ہی کی بدولت حق و صداقت کے راستہ پر گامزن ہیں۔"
(John Naish: The Wisdom of the Quran.)

قابل احترام شہادت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ سب سے پہلے ایمان لائے تھے ان میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں۔ مشہور فرانسیسی مصنف ارنسٹ ٹی رینان نے اس امر کو آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "ازمنہ قدیم کے مذاہب" کے صفحہ ۱۶۱ پر لکھتے ہیں:۔

"یہ امر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں یقیناً ایک بہت قابل احترام شہادت ہے کہ آپ کے مقدس مشن پر سب سے پہلے وہ عورت ایمان لائی جو آپ کی کمزوریوں سے سب سے زیادہ باخبر ہو سکتی تھی۔ جملہ انبیاء کی تاریخ میں یہ شہادت ایک ایسی حقیقت کا درجہ رکھتی ہے جس کی اور کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔"
(Ernest T. Renan: Religions of Antiquity Page 161)

بے حد تعریف و توصیف کے لائق

فتح مکہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آرتھر گلمین اپنی کتاب "The Saracens" میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات بے حد تعریف و توصیف کے لائق ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ ماضی میں اہل مکہ کا ناروا اور ظالمانہ سلوک آپ کو قدرتی طور پر انتقام لینے پر آمادہ کر سکتا تھا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو کسی قسم کی بھی خونریزی کرنے سے منع کر دیا اور انتقام لینے کی بجائے یہی مناسب سمجھا کہ خدا کے اس خاص فضل پر عاجزی اور شکرگزاری کے طور پر اس کی بارگاہ میں جھکا جائے۔ دس یا بارہ اشخاص جنہوں نے مختلف مواقع پر بہیمانہ مظالم ڈھائے تھے مجرم قرار دیئے گئے اور ان میں سے بھی صرف چار کو موت کی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا۔ دوسرے فاتحین کے مقابلے میں یہ سلوک بہت فراخدلانہ اور رحمدلانہ ہے۔ مثال کے طور پر صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے مسیحیوں کو ہی دیکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے بغیر نہیں رہتی کہ جب ۱۰۹۹ء میں یروشلم ان کے قبضہ میں آیا تو ستر ہزار مسلمان مرد، عورتیں اور بے بس بچے بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اسی طرح برطانوی فوج نے جو ایک لحاظ سے صلیبی فوج ہی تھی ۱۸۷۴ء میں افریقیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے کوماسی کے دارالحکومت کو نذر آتش کر دیا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ فتح حقیقی اور اصلی معنوں میں ایک مذہب اور ایک دین کی فتح تھی سیاست کی نہیں۔ آپ نے ہر اس بات اور علامت کو جو اپنے اندر شخصی طور پر خراج عقیدت پیش کرنے کا رنگ رکھتی تھی مسترد کر دیا۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

تربیت اولاد کے متعلق

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور پُرحکمت ہدایات

(شیخ خورشید احمد)

ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک منفرد خصوصیت اور امتیازی شان حاصل ہے کہ آپ کی حیات طیبہ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کے لئے زندگی کے ہر مرحلہ میں تاقیامت بہترین نمونہ ہے۔

مسئلہ تربیت اولاد کی اہمیت

تربیت اولاد کا مسئلہ انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں خاص اہمیت رکھتا ہے اور موجودہ زمانہ میں تو یہ وہ بنیادی مسئلہ ہے۔ جسے نظر انداز کرنے کی وجہ سے دنیا بہت سی الجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو چکی ہے۔ جن سے نجات پانے کی کوئی راہ اب اسے نظر نہیں آتی۔ سائنسی ترقی نے علوم فنون کی نئی نئی راہیں تو کھول دیں۔ لیکن ذہنی بالیدگی اور دماغی ترقی کو بے راہ روی سے بچانے اور نقطۂ اعتدال پر قائم رکھنے کے لئے جن اخلاقی اور روحانی قدروں کو موجود رکھنے کی ضرورت تھی دانشوران مغرب نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ترقی تعمیر سے زیادہ تخریب کے لئے استعمال ہونے لگی اور یہ نئیں مادی ترقی کے باوجود روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تیزی کے ساتھ تنزل کے گڑھے میں گرتی چلی گئیں اور اس کے نہایت خطرناک نتائج ظاہر ہونے لگے۔

یہی وہ صورت حال ہے جسے دیکھکر اب خود یورپ کے مدبرین اور مفکرین بھی فکر اور تشویش کا اظہار کر رہے ہیں اور یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ انہوں نے آئندہ نسلوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے پہلو کو نظر انداز کر کے ایک عظیم غلطی کی ہے چنانچہ گذشتہ سال امریکہ کے سابق صدر آئزن ہاور نے بھی اپنی ایک تقریر میں اس صورت حال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فکر کا اظہار کیا تھا اور برملا اعتراف کیا تھا کہ :-

"آئندہ نسلوں کو بے راہروی سے بچانے کے لئے مذہبی اقدار کو زندہ کرنے کی شدید ضرورت ہے" (روز واٹ)

غرض موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نوجوانوں کی بے راہروی اور آئندہ نسلوں کی عدم تربیت موجودہ زمانہ کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

اس اہم مسئلہ کو حل کرنے کی سب سے بہتر اور مکمل صورت یہ ہے کہ ہم اسبارے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کا بنظر غائر مطالعہ کریں اور حضور کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی کوشش کریں۔ بادی النظر میں ایک عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کے ایک اہم مسئلہ کو حل کرنے کے لئے آج سے چودہ سو برس قبل کے زمانہ کی طرف دیکھیں اور اس زمانہ کے ایک انسان کے نمونہ کو اپنائیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے جسے ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح زندگی کے باقی شعبوں میں ہمارے آقا و مقتداء صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اور کامل اور مکمل نمونہ چھوڑا ہے اسی طرح تربیت اولاد کے سلسلے میں بھی حضور نے جو تعلیم پیش فرمائی اور جس طرح اس پر عمل کر کے دکھلایا وہ آج چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود ہمارے لئے ایک اعلیٰ اور معیاری نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ نفسیات کے ماہرین سالہا سال کی تحقیق کے بعد آج انسانی فطرت کے جن اسرار کو بے نقاب کر رہے ہیں ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے آج سے چودہ سو برس قبل انہیں ملحوظ رکھا اور ان کی بناء پر تربیت اولاد کے سلسلے میں ایسی بیش قیمت ہدایات دیں جو ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔

تربیت اولاد کے سلسلے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تعامل بہت یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے بطور نمونہ چند ایک امور ہدیۂ احباب کئے جاتے ہیں :-

بچہ کی تربیت کا ابتداء سے خیال رکھو

بچوں کے بگڑنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ابتداءً ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اولاد کے ساتھ فطری اور طبعی محبت کی بناء پر بچوں کی حرکات کو بے سمجھی اور نادانی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کا دل و دماغ ماحول سے متاثر ہونے لگتا ہے۔ بلکہ علم النفس کے ماہرین تو یہ کہتے ہیں کہ معاشرت اور ایام حمل میں والدین کے جو خیالات و جذبات ہوتے ہیں وہ بھی بچے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو آج سے چودہ سو برس قبل ملحوظ رکھا اور اپنی امت کو یہ تلقین فرمائی کہ معاشرت کے وقت بھی اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھو اور یہ دعا پڑھو کہ بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا یعنی الہٰی! اگر تیرے علم میں ہمیں کوئی بچہ عطا ہونے والا ہے تو ہمیں اس وقت ہر قسم کے گندے جذبات سے بچا۔ برائی کے خیالات سے ہمارے دل و دماغ کو محفوظ رکھ تاکہ ہونے والے بچے کے دل و دماغ بھی ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہیں۔

بچہ پیدا ہونے پر اذان

پھر حضور نے یہ ہدایت فرمائی اور اس پر عمل بھی کر کے دکھلایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کانوں میں اذان . . . . کہی جائے اور بچہ کو پہلی خوراک یعنی گھٹی دیتے وقت بھی دعا کی جائے۔ اس طرح آپ نے یہ بتایا کہ بچہ روز اول سے تربیت کا محتاج ہے اور مسلمان والدین کا فرض ہے کہ وہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا کام شروع کر دیں اور کسی وقت بھی تربیتی پہلو کو نظر انداز نہ کریں۔

عقیقہ

پھر بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم عقیقہ کرتے تھے اور بچہ کی طرف سے قربانی دیتے اور اسکے سر کے بالوں کو تول کر اس کے ہم وزن چاندی صدقہ کے طور پر دیتے تھے اس سے یہ سکھلانا مقصود تھا کہ بچہ کو محض کھانا پلانا اور اسکے آرام کا خیال رکھنا ہی ضروری نہیں بلکہ اسکی اخلاقی تربیت بھی لازمی ہے محض کھانے پینے میں تو ایک انسان اور حیوان دونوں برابر ہیں۔ حیوان کو اس کی خاطر قربان کر کے بتایا جاتا ہے کہ ہم نے اسے محض حیوان نہیں بنانا بلکہ اس کی تربیت کر کے اسے باخلاق انسان بنانا ہے

پھر چاندی یعنی مال کو قربان کر کے آپ نے یہ سبق دیا کہ انسانی زندگی کا مقصود محض مال جمع کرنا نہیں ہے مال تو ایسی حقیر چیز ہے جو بچے کے ان بالوں سے بھی کم حیثیت رکھتا ہے جنہیں کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ لہٰذا مال کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بناؤ بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنا اور اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اقدار کو اپنا مطمح نظر بنانا چاہیئے

جسمانی صفائی کا التزام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بچے کی جسمانی صفائی کا بھی بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ بخاری میں آتا ہے کہ جب آپؐ کے ہاں آپؐ کے فرزند ابراہیم پیدا ہوئے تو آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے بچے کو پیار کیا اور پھر اسے سونگھ کر دیکھا کہ اسے پوری طرح صفائی کے ساتھ غسل دیا گیا ہے یا نہیں اسی طرح ساتویں روز لڑکے کا ختنہ کرنے کے حکم سے بھی ظاہر ہے کہ حضور کس طرح جسمانی صفائی کا خیال رکھتے تھے۔

ماں باپ سے بچہ کی علیحدگی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچہ ابراہیم کو جبکہ اس کی عمر صرف دو ماہ کی تھی ملکی رواج کے تحت اس کی صحت کی خاطر اپنے گھر سے باہر ایک اور عورت کے سپرد کر دیا کہ وہ اسے اپنا دودھ پلا کر پرورش کرے۔ حضور کے اس فعل میں بھی ہمارے لئے سبق ہے اور وہ یہ کہ بچہ کی صحت اور بھلائی کے لئے اگر بچہ کو ماں باپ سے علیحدہ کرنا پڑے تو اس کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ بچہ کی محبت کسی صورت میں بھی اس کی جسمانی اور روحانی تربیت میں حارج نہیں ہونی چاہیئے۔ ذرا سوچئے اور جائزہ لیجئے۔ کتنی مائیں ہیں جو بچہ کی بہتری کی خاطر اس طرح انہیں دو ماہ کی عمر میں اپنے سے علیحدہ کرنا گوارا کر سکتی ہیں؟

ایام رضاعت کے بعد بچہ کی تربیت کا خیال

ایام رضاعت گذرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح خصوصی طور پر بچہ کی تربیت کا خیال رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس چھوٹے سے واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے نواسہ حضرت امام حسنؓ نے جبکہ ان کی عمر صرف تین سال کی تھی۔ زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فوراً ان کے منہ سے یہ کھجور نکالی اور پھینک دی اور پھر انہیں مخاطب کر کے فرمایا بچے! پھر کبھی ایسا نہ کرنا کیونکہ صدقہ ہمارے خاندان کے لئے جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور بچہ ابن ابی سلمہ ایک دفعہ آپؐ کی گود میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگا اور اس کے ہاتھ برتن

کے چاروں طرف پڑنے لگے اس پر آپ نے اسے فرمایا کہ دیکھو بچے! بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا کرو دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اور برتن میں صرف اپنے آگے سے کھانا لیا کرو سارے برتن میں ہاتھ نہ ڈالا کرو۔

بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر ان سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی تربیت کا کتنا خیال رکھتے تھے اور کس طرح اپنی امت کو تربیت اولاد کے اہم فریضہ کی طرف اپنے عمل سے توجہ دلاتے تھے

بچہ کی بے جا حمائت سے احتراز

والدین میں بالعموم یہ کمزوری ہوتی ہے۔ کہ جب کوئی انکے بچہ کی شکائت کرتا ہے تو وہ اسکی ناجائز حمائت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ کیا انکے بچہ سے واقعی کوئی قصور سرزد ہوا ہے یا نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کمزوری کا بھی اپنے عمل سے ازالہ فرمایا چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت نے چوری کی۔ رسول کریم نے اسے شریعت کے مطابق سزا دی اسکی برادری کے کئی معزز افراد سفارش لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے سفارش کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہ سے بھی یہ جرم سرزد ہوتا تو یقیناً میں اس کی رعائت بھی نہ کرتا اور بیٹی کی محبت کی وجہ سے جرم کی سزا دینے میں ہرگز کمی نہ کرتا۔

بچوں سے پیار اور انکی توقیر

تربیت اولاد ایک بہت ہی نازک فریضہ ہے۔ ایک طرف بچہ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہر معاملہ میں اسکے ساتھ شفقت اور نرمی کا سلوک کیا جائے دوسری طرف تربیت کا فرض مجبور کرتا ہے کہ گاہے بگاہے اس کی اصلاح کی خاطر اس پر سختی بھی کی جائے۔ محبت کے تقاضا اور فرض کی مجبوری کے درمیان حد فاصل کو مناسب طور پر ملحوظ رکھنا ایک بہت نازک مرحلہ ہوتا ہے اس سلسلے میں اکثر والدین ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے عمل سے یہ بتایا کہ ہر معاملہ میں بچے کی تربیت کو روز اول سے ملحوظ رکھنا چاہیے وہاں ساتھ ہی پیار محبت اور توقیر کے فطری جذبہ کو بھی آپ نے قائم رکھنے کی تلقین فرمائی تاکہ والدین تربیت کے جوش میں اولاد کے لئے ایک ہوا بنکر نہ رہ جائیں۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نواسہ سے پیار فرما رہے تھے ایک شخص نے اس نظارہ کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دس لڑکے ہیں مگر میں نے تو کبھی اس طرح انہیں پیار نہیں کیا آپ نے فرمایا

" اگر خدا تعالیٰ نے تمہارے دل سے شفقت و محبت کے جذبہ کو نکال لیا ہے تو بھلا میں اس کا کیا علاج کر سکتا ہوں!"

اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک پیار ایک ایسا جذبہ ہے جس کا اظہار ضروری ہے اور جو شخص اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا وہ اپنے قسی القلب ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ بعض اوقات آپ نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں ہوتے اور آپ کا کوئی بچہ آپ کی پشت پر سوار ہو جاتا۔ آپ توقف فرماتے اور جب وہ اترتا تو سجدہ سے سر اٹھاتے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنی نواسی امامہ کو گود میں لے کر نماز پڑھی جب سجدہ میں جاتے تو اسے اتار کر بٹھا دیتے جب اٹھ کر کھڑے ہوتے تو اسے پھر گود میں اٹھا لیتے۔

بچوں کی توقیر کا بھی آپ خاص طور پر خیال رکھتے تاکہ ان میں عزت نفس کا احساس پیدا ہو چنانچہ آپ نے اپنی امت کو خاص طور پر یہ نصیحت فرمائی کہ اکرموا اولادکم یعنی اے میری امت کے لوگو! اپنے بچوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا کرو۔

جفاکشی اور ایثار

آنے والی نسلوں میں جفاکشی اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنا بھی قومی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ گھر کا کام کاج کرنے میں مجھے بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں آپ مجھے کوئی لونڈی یا غلام عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹی! آؤ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں لونڈی اور غلام رکھنے سے مستغنی کر دے یہ کہہ کر آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد ۳۳-۳۳ بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔

جائز ضروریات کا خیال

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی اولاد کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کا خیال نہ رکھتے تھے۔ آپ نے جب صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر مکہ کے لوگوں سے خطاب فرمایا تو اس میں اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میری بیٹی جب بھی تجھے ضرورت پڑے میں اپنا مال تیری مدد کے لئے ضرور دونگا تاکہ تمہیں آرام و آسائش نصیب ہو۔ رزق کے معاملہ میں آپ اپنی اولاد کے لئے جو خواہش رکھتے تھے اس کا اظہار آپ کی اس دعا سے ہوتا ہے جو آپ اکثر اپنی اولاد کے لئے مانگا کرتے تھے کہ:-

" اللھم اجعل رزق ال محمد قوتا"

کہ الٰہی میری اولاد کو گذارے کے مطابق رزق ضرور دیجیو! یعنی نہ تو وہ کسی کی کبھی محتاج ہو۔ اور نہ رزق کی اتنی فراوانی کہ وہ دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اپنے خدا کو بھول جائے۔ آپ کی یہ دعا بتاتی ہے کہ آپ کس طرح ہر معاملہ میں افراط اور تفریط سے بچتے تھے اور اعتدال کو ملحوظ رکھتے تھے

اولاد کی خاطر دوسروں پر ظلم

اولاد کی خاطر انسان دوسروں پر ظلم کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا اور بسا اوقات اولاد کی محبت کے جذبہ کے تحت وہ محسوس بھی نہیں کرتا کہ میں دوسروں پر ظلم کر رہا ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں جو اسوۂ حسنہ ہمارے لئے چھوڑا اس کا اندازہ اس تاریخی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو دوران سفر ایک شخص ابن ہبیرہ نے پتھروں سے زخمی کر دیا جس کے نتیجہ میں اسقاط ہو گیا اور بعد میں وفات واقع ہو گئی۔ فتح مکہ کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے یہ کہتے ہوئے اسے معاف فرما دیا کہ

الاسلام یجب ما قبلہ

یعنی اسلام لانے سے پہلے کے تمام جرموں کو اسلام مٹا دیتا ہے اور اس طرح اپنے ملک کا بادشاہ اور پوری طرح صاحب اقتدار ہونے کے باوجود آپ نے اپنے جگر گوشہ کے قاتل کو معاف کر دیا۔

اللہ! اللہ! صبر و ضبط اور انصاف سے تجاوز نہ کرنے کا کیا اس سے بڑھ کر تصور ممکن ہے؟

تربیت کے لئے زریں ہدایات

اوپر جو امور عرض کئے گئے ہیں وہ صرف بطور مثال ہیں۔ ورنہ حق یہ ہے کہ انسانی اعمال و کردار کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس کے متعلق آپ کے پاک کلام میں نہایت جامع ہدایات موجود نہ ہوں۔

حتیٰ کہ نہایت معمولی اور چھوٹے چھوٹے کاموں کے متعلق بھی آپ نے نہایت پر حکمت ہدایات دی ہیں اور پھر آپ نے اپنی پاک زندگی میں ان ہدایات کا عملی نمونہ بھی پیش کیا ہے۔ اور اس طرح عملاً ثابت کر دیا کہ یہ ہدایات اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت کامیاب، مفید اور بابرکت ہیں آپ کی بعض ہدایات جن کا تربیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے درج ذیل کی جاتی ہیں:-

(۱) لا یدخل الجنۃ عاق

والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا

(۲) اطلبوا العلم ولو بالصین

علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں دور دراز (چین) کا سفر کرنا پڑے۔

(۳) وقروا من تعلمون منہ العلم

جن سے تم نے علم حاصل کیا۔ ان کی ہمیشہ پوری طرح تعظیم کرو۔

(۴) احسن الحسن الخلق الحسن

نیک اخلاق کا مظاہرہ کرو کہ یہ بڑی خوبی کی بات ہے۔

(۵) الصدق ینجی والکذب یھلک

سچ انسان کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

(۶) القتات لا یدخل الجنۃ

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(۷) الحیاء من الایمان

حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے

(۸) خیر الامور اوساطھا

بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی سے کئے جائیں

(۹) ایاک و صاحب السوء فانہ قطعۃ من النار

برے ساتھی سے بچو کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے

(۱۰) السلام قبل الکلام

بات کرنے سے پہلے السلام علیکم ضرور کہنا چاہئے

(۱۱) ان اکلت طعاماً فقل بسم اللہ

جب بھی کھانا کھانے لگو تو بسم اللہ ضرور پڑھ لیا کرو۔

(۱۲) استعیذوا باللہ من الرغب

بہت کھانے سے اللہ کی پناہ مانگو

(۱۳) الاکل فی السوق دناءۃ

بازار میں کھانا کمینہ حرکت ہے۔

(۱۴) لا تبل قائماً

کھڑے ہو کر پیشاب ہرگز نہ کیا کرو

(۱۵) نھی عن تعذیب الحیوان

رسول پاکؐ نے جانور کو دکھ دینے سے منع فرمایا۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ کس طرح ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہماری راہنمائی فرمائی اور تربیت اصلاح کے لئے بیش قیمت اور پر حکمت ہدایات سے ہمیں نوازا۔

الغرض تربیت اولاد کے متعلق رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور آپ کا اسوۂ حسنہ ہر لحاظ سے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر دنیا آج ان ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دے تو تربیت سے متعلق تمام موجودہ الجھنیں اور پیچیدہ مسائل نہایت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں اور اس طرح یہ دنیا امن و راحت کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد انک حمید مجید۔

جامعہ نصرت برائے خواتین میں داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین میں فرسٹ ایر بی۔اے (آرٹس) کا داخلہ ۲۱؍ اگست سے شروع ہے۔ درخواستیں کالج کے مجوزہ فارم پر معہ پروویژنل و کریکٹر سرٹیفکیٹ دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ فارم داخلہ کالج کے دفتر سے بلاقیمت مل سکتے ہیں۔

جامعہ نصرت برائے خواتین ڈگری کالج ہے۔ اس کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے ہو چکا ہے۔ امسال بی اے فرسٹ ایر کے نتائج بفضل ایزدی شاندار رہے۔ نادار اور مستحق طالبات کی ہر ممکن امداد کی جاتی ہے (پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

محترم میاں محمد عبد اللہ صاحب فریدکوٹی کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکسار کے خسر محترم میاں محمد عبد اللہ صاحب فریدکوٹی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مورخہ ۱۶؍ اگست ۱۹۶۱ء بوقت ۱۰-۴ بجے بعد دوپہر ۷۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سلسلہ کے شیدائی اور احکام شریعہ کے بہت پابند تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو لڑکے۔ دو لڑکیاں اور ۳۰ پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے ان کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ (مبارک احمد انور فاروقی دارالصدر شرقی ربوہ)

ولادت

مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ قارئین الفضل، بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کی عمر دراز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

(سعیدہ عفت جناح کالونی لائلپور)

الفضل سے خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور پتہ خوشخط لکھا کریں! (مینیجر الفضل)

درخواستہائے دعا

(۱) میرے مرحوم بھائی بابو عبد الرحیم صاحب کی بیٹی سعیدہ خانم اہلیہ ملک محمد نذیر صاحب لائلپوری سخت بیمار ہے اس کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد شفیع نوشہروی دارالرحمت ربوہ)

(۲) میرا پوتا عزیزم مرزا وحید احمد بعمر ۲½ ماہ تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار و اسہال بیمار چلا آرہا ہے۔ باوجود علاج کرانے کے تا حال کوئی آفاقہ نہیں ہوا صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں بچے کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مرزا نذیر علی دارالصدر شرقی ربوہ)

نوٹس

دکانداران ربوہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ مختلف اشیاء کی فروخت کے لئے لائسنس برائے سال ۱۹۶۱-۶۲ء جلد از جلد حاصل کریں۔

اسی طرح ٹانگہ ڈرائیور۔ ریڑھے والے اور ریڑھی چلانے والے لائسنس برائے سال ۱۹۶۱-۶۲ء جلد از جلد حاصل کریں۔

خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ

بقیہ صفحہ ۲ لیڈر

تلملا رہی ہے۔ مگر اس امن کے شہزادہ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک پروانہ کو اپنی بارگاہ سے اس وقت نکال دیا کہ جب بغیر کشت و خون کے آپ اس کو بچا سکتے تھے مگر معاہدہ کی پابندی لازمی تھی۔ یہ ایک رسولؐ خدا کا قول تھا یہ بدل نہیں سکتا تھا۔ اور بدلتا کیوں۔ امن پسندی کی یہ نظیر اللہ تعالیٰ نے قائم کرنی تھی۔ آپؐ کے کردار کا یہ پہلو اور بھی اجاگر ہونا تھا۔

ذرا ٹھہرئیے۔ اس سے بھی بڑھ کر "فتح مکہ" کا دن ہے جس سے آپؐ کی صلح جوئی کا جذبہ سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آپؐ بغیر مزاحمت کے اپنے پیارے وطن میں داخل ہوتے ہیں اور خون کا ایک قطرہ نہیں گرتا۔ معمولی لیڈر سے آج انتقام کا دن ہوتا۔ آج دشمنوں سے گن گن کر بدلے لئے جانے کا دن تھا۔ آج دشمنوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا دن تھا۔ آج معاندین کی لاشوں پر جشن برپا کرنے کا دن تھا۔ آج وہ دن تھا کہ اگر یہ امن کا شہزادہ چاہتا تو ان ازلی ظالموں کے ظلم کا انہیں مزہ چکھا دیتا۔ مگر آپ نے ان کو واقعی مزہ چکھایا اور وہ مزہ کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ آپ نے فرمایا جاؤ تمہارے ساتھ میں وہی سلوک کرتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔

"لا تثریب علیکم الیوم۔ انتم طلقاء"

اور باتوں کو چھوڑئیے ابو جہل سے بھی بڑھ کر آپ کا کوئی بڑا دشمن تھا۔ ابو جہل کا بیٹا عکرمہؓ اپنے اعمال کی بناء پر مکہ سے بھاگ جاتا ہے اور کسی دوسرے ملک میں جانے کے لئے بندرگاہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کی بیوی آپؐ کے حضور آتی ہے۔ آپؐ عکرمہ کو معاف ہی نہیں کر دیتے بلکہ اجازت دیتے ہیں کہ اپنے دین پر رہ کر وہ مکہ میں رہ سکتا ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں امن پسندی کے بارے میں قرآن پاک کی تعلیم اور جس طرح آپؐ نے اس پر عمل کیا اس کے بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ قرآن نے انفرادی اور اجتماعی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے جو تعلیمات دی ہیں ایک دن ضرور آئے گا۔ جب دنیا ان پر عمل کرنے کے لئے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے پر مجبور ہو گی۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ

(۳)

ملک عبد الکریم صاحب کی والدہ صاحبہ ترگڑی تین ماہ سے کولہے کی ہڈی کے ٹوٹنے سے سخت تکلیف میں ہے۔ محمد رمضان سعید کا شیر خوار لڑکا بیمار ہے۔ دونوں کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

(مرزا محمد حسین چیچی مسیح دیوہ)

۴۔ چوہدری شاہ محمد صاحب نمبردار ساکن دھاروال چک ۳۳ ضلع شیخوپورہ کا نمبرداری کا کیس چل رہا ہے۔

احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ چوہدری صاحب کو اس میں کامیاب فرمائے اور ان کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(خاکسار محمد اسماعیل دیا لگڑھی)

ولادت

مورخہ ۱۳؍ اگست بروز جمعۃ المبارک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور فرزند عطا فرمایا ہے نام نعیم احمد رکھا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کی عمر دراز کرے۔ نیک اور خاندان کے لئے رحمت کا موجب بنائے۔

بچہ کی والدہ بعارضہ بخار بیمار ہے اس کی صحت یابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

(خان) محمد سلیمان خان اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس ڈرائیونگ ٹریننگ اسکول بہاولپور

پاکستان میں خلائی تحقیقات کے لئے کونسل قائم کی جائے گی

پاکستان کے شہرۂ آفاق سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کا بیان

کراچی۔ پاکستان کے ممتاز سائنسدان پروفیسر عبدالسلام نے ۱۸ اگست کو یہاں اس امر کی جانب اشارہ کیا کہ پاکستان میں خلائی تحقیقات کی ایک کونسل قائم کی جائے گی۔ پروفیسر عبدالسلام لندن سے کراچی پہنچنے کے بعد ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں سے باتیں کر رہے تھے۔

پروفیسر عبدالسلام نے کہا کہ ممکن ہے کہ پاکستان میں ایک چھوٹا سا تحقیقاتی مرکز قائم کر دیا جائے جو ان معلومات سے فائدہ اٹھائے جو امریکہ کی خلائی پروازوں کے بعد اسے مہیا کی جائیں گی۔

توقع ہے کہ خلائی تحقیقات کی کونسل امریکہ میں سائنسدانوں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس کے بعد قائم کی جائے گی۔ اس کانفرنس میں پاکستان کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ اور اس میں اس سوال پر غور کیا جائے گا کہ خلائی پرواز سے حاصل شدہ معلومات میں آزاد دنیا کے ملکوں کو کس طرح شریک کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر عبدالسلام نے یہ انکشاف بھی کیا کہ امریکہ کے سائنسدانوں کی ایک جماعت بھی پاکستان کا دورہ کرے گی۔ یہ جماعت امریکہ کی آٹھ یونیورسٹیوں نے پاکستان اور بھارت میں سائنسی تحقیقات اور فنی تربیت کے پروگرام میں امداد دینے کے لئے قائم کی ہے۔ یہ تنظیم دراصل بھارت کی امداد کے لئے قائم کی گئی تھی مگر صدر کینیڈی کے مشیر سائنس ڈاکٹر وائزنر اور ڈاکٹر عبدالسلام کی بات چیت کے بعد یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ یہ تنظیم پاکستان کو بھی امداد دے گی۔

پروفیسر عبدالسلام نے کہا ہمارا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کم سے کم زیادہ سے زیادہ افراد کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی تربیت دی جائے۔ آپ نے کہا کہ میں سائنس کمیشن کی سفارشات کے مطابق سائنسی کونسلیں قائم کرنے کے سلسلہ میں یہاں آیا ہوں۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر عثمانی کی تعریف کی جن کی کوششوں سے امپیریل کالج لندن میں چھ پاکستانی طلبہ کی خاص تربیت کا انتظام کیا گیا ہے اور اب انہوں نے کالج کے حکام سے درخواست کی ہے کہ ان کی تعداد آٹھ کر دی جائے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ تین سال کے اندر ملک میں ماہرین طبیعیات کی تعداد دگنی ہو جائے گی۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت صرف برطانیہ میں بیس طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور چالیس سائنسدان تربیت کے بعد واپس آ گئے ہیں۔ آپ نے اس بات پر شدید افسوس کا اظہار کیا کہ ملک کے لوگ اور منصوبہ بنانے کے ذمہ دار افراد میں فنی عملے کی کمی دور کرنے کی ضرورت کا کوئی احساس نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ ملک میں فنی عملے کی ایک بنیادی جماعت کا قیام بہت ضروری ہے آپ نے کہا کہ میں نے ایک بار پاکستان کے ایک ماہر منصوبہ بندی سے کہا تھا کہ ہم پنجسالہ منصوبے کی مدت کے دوران میں پانچ سو سائنسدان پیدا کر لیں تو بہت اچھا ہوگا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم اتنے سائنسدان کیا کریں گے ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ امریکہ بھارت اور دوسرے ملک لاکھوں کی تعداد میں سائنسدان پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہمارے ماہرین منصوبہ بندی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم پانچ سو سائنسدان کیا کریں گے۔

پروفیسر عبدالسلام نے اس بات پر بھی افسوس ظاہر کیا کہ ایٹمی توانائی کمیشن کے ایک اشتہار کے جواب میں صرف پندرہ طالب علموں نے وظیفوں کے لئے درخواست دی۔ کیا نو کروڑ کی قوم میں صرف پندرہ ہونہار طالب علم ہیں؟ آپ نے کہا کہ طلبہ کی تعداد اس لئے کم ہے کہ ہمارے ملک کے لوگوں میں اب تک یہ احساس نہیں ہے کہ ملک کے لئے سائنسدان اور فنی عملے کے افراد کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جو طالبعلم میٹرک سے ایم ایس سی تک فرسٹ ڈویژن حاصل کرتے ہیں وہ سب ایٹمی توانائی کمیشن کے وظائف کے لئے درخواستیں دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں تمام شعبوں میں تربیت یافتہ فنی عملے کی ضرورت ہے اس لئے ہمیں تربیت کے ایک مربوط پروگرام پر عمل جاری رکھنا چاہیئے۔

آنحضرتؐ کی عظمت و جلالتِ شان کا اعتراف

(بقیہ صفحہ ۴)

اسی طرح آپؐ نے کسی قسم کے شاہانہ اقتدار و اختیار سے بھی کوئی سروکار نہ رکھا۔ جب قریش کے سرکش سردار (ایک مغلوب دشمن کی حیثیت سے) آپ کے سامنے آئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا اے سخی دل بھائی ہم تجھ سے رحم کی ہی توقع

۴ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا جاؤ پھر تم پر آج کے دن کوئی گرفت نہیں تم سب آزاد ہو۔
(Arthur Gilman: "The Saracens" PP 184-185)

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے

مبلغینِ اسلام کے اعزاز میں استقبال اور الوداع کی مشترکہ تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر انتظام مورخہ ۲۰/۸/۶۱ بعد نماز عصر گولبازار ربوہ میں مکرم مولوی روشن الدین احمد صاحب مبلغ مسقط کی کامیاب مراجعت اور مکرم چوہدری عبدالخالق صاحب مکرم مولوی نورالدین منیر صاحب۔ مکرم قاضی مبارک احمد صاحب مکرم منور احمد صاحب جو عنقریب تبلیغ اسلام کے لئے باہر تشریف لے جا رہے ہیں کے اعزاز میں استقبال اور الوداع کی تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جو مکرم قریشی محمد اسلم صاحب نے کی۔ مہتمم مقامی مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب نے مجلس مقامی کی طرف سے مجاہدین اسلام کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ بعدہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مطالعہ قرآن کریم اور نماز کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ جو مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کرائی۔ عہدیداران مجلس مقامی کے علاوہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم سید داؤد احمد صاحب نے بھی اس تقریب میں شرکت فرمائی۔

تصحیح

الفضل مورخہ ۲۰ اگست ۶۱ء کے الفضل میں صفحہ ۸ پر "ضرورت مند" کے زیر عنوان طلبہ جماعتہائے مڈل و میٹرک کے لئے ٹیوشن سے متعلق جو اشتہار شائع ہوا ہے اس میں محمد اقبال حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کے "پتہ پر بالمقابل ریلوے اسٹیشن" کے الفاظ درج ہونے سے رہ گئے ہیں احباب تصحیح فرمالیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴